



## سوال

(26) مدرسین کو صدقہ و زکاۃ دینا

## جواب

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

گاؤں والے صدقہ زکاۃ عشر اور چرم قربانی جمع کر کے ایک یا دو مدرس رکھ کر گاؤں کے بچوں کو تعلیم دلاتے ہیں۔ کیا اس مدرسہ میں مالداروں کے بچے بھی تعلیم حاصل کر سکتے ہیں؟ اور کیا اس قسم کے مال کو مسجد میں لگایا جاسکتا ہے؟ یا اپنی ہی مسجد کے لئے منع کیا گیا ہے؟

## الجواب بعون الوهاب بشرط صحیحہ السؤال

و علیکم السلام ورحمۃ اللہ وبرکاتہ!

الحمد للہ، والصلاة والسلام علی رسول اللہ، أما بعد!

نفلی صدقات و خیرات اور فریضہ عشر و زکاۃ اور چرم ہائے قربانی ان تینوں کا حکم ایک نہیں ہے۔ یہ معلوم ہے کہ قربانی اور ہدی میں فرق ہے۔ بنا بریں قربانی کی کھال فقراء و مساکین کے لئے مخصوص نہیں ہوگی۔ قربانی کرنے والا خود بھی اس کو اپنے مصرف میں لاسکتا ہے اور دوسرے کو ہدیہ بھی کر سکتا ہے۔ اور ہدی ایہ و مہوب لہ اس کی اپنی ضرورت کے علاوہ تمام مصالح اور رفاه عام کے کاموں میں صرف کر سکتا ہے اور طلبہ کے وظائف مدرسین کی تنخواہ اور مدرس کی تعمیر و ترمیم بدرجہ اولیٰ خرچ کر سکتا ہے۔ علامہ محب الدین الخطیب العواصم من القواصم کے مقدمہ ص 26 میں قاضی ابو بکر بن العربی مالکی قاضی اشبیلہ کے متعلق لکھتے ہیں:

کان ابن العربی اول من خطر علی بالہ الاستفاد من جلود الأضاحی فی المصلح العامۃ فی فضل الناس علی ان یتبرعوا بجلود اضاحیہم لبناء ہذا السور (ای سوا شیبلیہ) فكان فی ذلک موافقا لان اعداء و مبغضی طریقۃ اہل العمامۃ علیہ باسالیہم الخ

نفلی صدقات و خیرات محض اختیاری ہوتے ہیں اور صرف فقراء و مساکین کو دینے جاتے ہیں اور اس کے دینے سے محض اخروی ثواب مقصود ہوتا ہے۔ کوئی دنیاوی منفعت مطلوب نہیں ہوتی۔ پس نفلی صدقہ کرنے والوں کو اپنی خیرات کی رقم اپنے بچوں کی تعلیم پر یا امیر و غیریب کے بچوں کی تعلیم پر یا غریب ملازم کی تنخواہ میں صرف کرنا صدقہ اور خیرات کے مشہوم اور موضوع شرعی کو مسخ کر دینا ہے۔ فرض زکاۃ کا مصرف قرآن میں موجود ہے جو علماء اہل حدیث (فی سبیل اللہ) کو مطلق وجود پر محمول کرتے ہیں وہ زکاۃ عشر کو مدرس کی تنخواہ اور تعمیر مدرسہ و مسجد وغیرہ میں صرف کرنے کو جائز بتاتے ہیں اور جو اس کو جہاد بالسیف بر محمول کرتے ہیں ان کے نزدیک اموال زکاۃ و عشر کا جہاد اور اس کی ضروریات کے علاوہ دوسرے غیر منصوص وجود میں صرف کرنا جائز نہیں و ہذا ہوالرح عندی

بعض علماء اہل حدیث کا خیال ہے کہ زکاۃ و عشر کی رقم سے جس مدرس کو مستقلاً غریب کے بچوں کو تعلیم کے لئے تنخواہ دی جائے تو زکاۃ دہندگان کے بچے تبعا اس مدرس سے تعلیم حاصل کر سکتے ہیں۔ ولا تخفی مافیہ



ہر شخص پر اپنے بچوں کی تعلیم و تربیت صحت و لباس کا انتظام ضروری ہے۔ جب عشر و زکوٰۃ بچوں کو کھلانا جائز نہیں۔ تو ان کی روحانی و دماغی غذا پر بھی صرف کرنا جائز نہ ہوگا۔

زکوٰۃ عشر نہ اپنی مسجد خرچ کرنا جائز ہے نہ دوسری مسجد پر۔ مسجد اور اس کی ضروریات زکوٰۃ کے مصرف میں داخل نہیں واللہ اعلم بالصواب

### فتاویٰ علماء الحدیث

عالی جناب مکرمی مولانا شیخ الحدیث صاحب المدظلہ العالی

السلام علیکم مزاج مبارک؟

ایک استفتاء بغرض جو بالصواب معروض ہے :

(1) کسی ایسے مدرسہ میں جس میں دینی علوم کا رواج ہو اس میں عصری علوم ہندی انگریزی یا صنعت و حرفت کے بعض کورس کا داخل کرنا جائز ہے یا نہیں؟ اور ایسے دینی علم کے ساتھ دنیوی علوم انگریزی وغیرہ سیکھنے والے طالب علم پر عشر زکوٰۃ خرچ کر کے تعلیم دلانا جائز ہے یا نہیں؟

(2) ایک طالب علم ہمارے مدرسہ میں اس طرح داخل ہے کہ فارسی جماعت کے اسباق کا پابند ہے اور ساتھ ہی انگریزی کے ایک قریبی ہائی اسکول میں انگریزی بھی پڑھتا ہے... کورس کا نوٹس کلاس میں داخل ہے ذہین ہے دونوں تعلیم پر کنٹرول کر سکتا ہے یہ لڑکا قرآن شریف کا اردو وغیرہ کا ساتھ ساتھ پڑھتا ہے تریست و علم سب میڈل تک پڑھ چکا تھا اب اس کے والد کو نیا مل گیا ہے مولانا عبدالغفور صاحب بسکوہری مولوی محمد زماں مولوی محب مولوی عبدالرحمن صاحب بجاواہی اور میں بھی ایسی تعلیم کے جواز میں ہیں اور یہ لوگ بھی ایسے طالب علم داخلہ کو جائز اور شرعاً درست بتلائے ہیں۔ آپ فتویٰ عنایت فرمائیں کہ ایسے دینی و علوم کے ساتھ دنیوی علوم انگریزی تعلیم بھی حاصل کرنے والے طالب علم کا داخلہ مدرسہ میں جائز ہے یا ناجائز ہے؟ مدرسہ کا طعام قیام اس کے لئے حلال ہوگا یا حرام؟ والسلام۔ سائل

ج: (1) جو مدرسہ دینی علوم کی تعلیم و ترویج کے غرض سے قائم کیا گیا ہو اور اس غرض کو مد نظر رکھتے ہوئے اس میں دینی علوم و فنون کی تعلیم و اشاعت کا انتظام کیا گیا ہو ایسے مدرسہ میں ضمنی اور جزوی طور پر عصری علوم ہندی انگریزی صنعت و حرفت حساب جغرافیہ وغیرہ کے بعض کورس داخل کرنا جائز ہے بقدر ضرورت ہندی انگریزی وغیرہ زبانوں کا سیکھنا اور دوسرے دنیاوی جائز علوم و فنون حاصل کرنا بلاشبہ شرعاً مباح ہے پس جب مدرسہ میں اصل مقصود دینی علوم کی ترویج و اشاعت ہو اور اس کا حسب استطاعت انتظام ہو تو اس کے ساتھ اگر جزوی طور پر بعض علوم کو نصاب میں داخل کر کے اس کا انتظام کیا جائے تو شرعاً اس میں کوئی قباحت نہیں۔

اور ایسے مدرسہ میں دینی علوم کی تحصیل کے ساتھ دنیوی علوم انگریزی وغیرہ پڑھنے والے طالب علم پر عشر اور زکوٰۃ و صدقہ الفطر خرچ کرنا اس شرط کے ساتھ میرے نزدیک جائز ہے کہ وہ طالب علم عشر و زکوٰۃ کا مصرف ہو یعنی فقیر و مسکین ہو۔ اگر یہ طالب علم فقیر و مسکین نہیں ہے بلکہ غنی ہے بسبب اس کے کہ وہ خود صاحب نصاب زکوٰۃ ہے یا اس کے والدین ایسے غنی ہیں کہ مدرسہ میں اس کے کھانے اور کپڑے وغیرہ ضروری اخراجات کے متحمل ہو سکتے ہیں تو ایسے طالب علم پر عشر و زکوٰۃ وغیرہ خرچ کرنا ہرگز جائز نہیں۔

میں آپ کو تفصیل لکھ چکا ہوں کہ میرے نزدیک تعمیر مدرسہ و تنخواہ ملازمین مدرسہ اور اصحاب نصاب علماء طلباء نہ فی سبیل اللہ میں داخل ہیں اور نہ عالمین میں۔ پس علماء طلباء اگر فقیر مسکین ہیں تو زکوٰۃ و عشر کے مصرف ہیں اور مصرف ہونے کی حیثیت سے ان پر قوم کا ان پر خرچ کرنا جائز ہے اور اگر غنی ہیں تو نہ ان کو دینا جائز ہے اور نہ ان کے لئے اس لینا جائز ہے۔ پس جب مصرف ہونے میں محض اسلام اور فقر و مسکنت کا اعتبار ہے تو عشر و زکوٰۃ کی رقم جس طرح ایک دینی علوم کو حاصل کرنے والے غریب طالب علم پر خرچ کرنی جائز ہے اسی طرح دنیا میں جائز علوم حاصل کرنے والے مسلمان غریب متعلم پر خرچ کرنی جائز ہے۔ البتہ اولی اول الذکر پر خرچ کرنا ہے اور جن لوگوں (بعض مجہول فقہاء اور موجود دور کے بعض مجتہدین اور امیر بمانی و نواب بھوپالی و سید رشید رضا و آزاد صاحب) کے نزدیک دینی مدرسہ اور علماء طلباء فی سبیل اللہ میں داخل ہیں یا عالمین کے حکم میں ہیں۔ ان کے نزدیک



صرف دنیاوی علوم حاصل کرنے والے طالب علم پر زکوٰۃ و عشر خرچ کرنا جائز نہیں ہوگا۔ دینی مدرسہ کے اس مدرس کی تنخواہ میں صرف کرنا جائز ہوگا جس کے ذمہ صرف دنیاوی علوم کی تعلیم ہو۔ ہاں اگر مدرسہ میں مقصود بالذات دینی تعلیم ہو اور ضمناً دنیاوی تعلیم کا بھی انتظام کر دیا گیا اور استاد کے ذمہ اسباق کے ساتھ بعض دنیاوی علوم کے اسباق بھی ہوں اور طالب علم کا اصل مقصود دینی علوم کی تحصیل ہو اور جزوی طور پر دنیاوی و فنون کے اسباق پڑھتا ہو تو اس صورت میں سب افراد مذکورین پر گروہ ثانی نزدیک عشر و زکوٰۃ کا خرچ کرنا جائز ہوگا۔

(2) اگر یہ طالب علم غنی نہیں ہے بلکہ فقیر و مسکین ہے تو اس کا مدرسہ میں داخل کر کے اس پر زکوٰۃ و عشر خرچ کرنا میرے نزدیک جائز ہے اور اگر وہ صاحب نصاب ہے یا اس کے والدین اور اس کے تمام اخراجات کا انتظام کر سکتے ہیں تو اس پر زکوٰۃ و عشر خرچ ہرگز جائز نہیں۔ کیونکہ وہ زکوٰۃ کا مصرف نہیں ہے اور اگر وہ ثانی کے نزدیک اس طالب علم پر زکوٰۃ و عشر اس صورت میں جائز ہوگا جب کہ اس کا مقصود اصلی دینی علوم کا سیکھنا اور دینی تربیت حاصل کرنا ہو اور دنیاوی علوم کا پڑھنا ضمنی اور جزوی مقصود اصلی نہ ہو کیوں کہ اس صورت میں وہ فی سبیل اللہ کا مصداق ہوگا اور اگر مقصود اصلی اور اس کا یا اس کے والدین محض دنیاوی علوم کا سیکھنا ہے اور دینی علوم کا حاصل کرنا مقصود اصلی نہیں بلکہ محض اس غرض سے ہے کہ اس کو بہتے سہنے کھانے پینے کا انتظام ہو جائے تو اس پر عشر و زکوٰۃ کا خرچ کرنا درست نہیں ہوگا واللہ اعلم۔

هذا ما عندي والله اعلم بالصواب

## فتاویٰ شیخ الحدیث مبارکپوری

جلد نمبر 2 - کتاب الزکاة

صفحہ نمبر 67

محدث فتویٰ